سُورَةُ الْقَدُر

قرآن مجید نازل کر کے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جو احسانِ عظیم فرمایا اور تعلیم بالقلم کا اہتمام کر کے اس کی حفاظت اور لوگوں کی ہدایت کا جو دائمی سر و سامان کیا، اس کا ذکر گزشتہ سورۃ ''العلق'' میں ہو چکا ہے اور اس سورۂ مبارکہ کا موضوع ہی نزولِ قرآن ہے، کہ رہتی دنیا تک کے انسانوں کو اس عظیم کتاب کی قدر و قیمت اور ضرورت و اہمیت سے آگاہ کیا جائے اور ترتیب میں اسے سورہ علق کے بعد رکھنے سے خود یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جس کتابِ ہدایت کے نزول کا آغاز سورۃ علق کی ابتدائی پانچ آیات سے ہوا تھا اسی کے متعلق اس سورۃ میں لوگوں کو بتایا گیا ہے کہ کیسی بابرکت اور تقدیر ساز رات میں اس کا نزول شروع ہوا؟

یہ شب قدر ہے اور قدر و منزلت کے لحاظ سے ہزار مہینے سے زیادہ وقعت رکھتی ہے، اس میں جبرئیل فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ نیچے اترتے ہیں، اس وقت خیر و برکت اور امن و سلامتی کا منظر چھا جاتا ہے جو طلوع فجر تک جاری و ساری رہتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔''

(بخاری، مسلم بحوالہ تیسیر القرآن)

آیات:۵ # سُوۡرَۃُ الۡقَدۡرِ رکوع:۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ (۱) وَمَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ (۲) لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۙ۵ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ (۳) تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ ۚ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ (۴) سَلٰمٌ ۛ قف ہِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ (۵)

(رب کریم کا ارشاد ہے) بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا ہے، اور آپ کو کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، فرشتے اور روح الامین اس میں اپنے رب کے اِذن سے ہر حکم کو لے کر اترتے ہیں، سرتاسر امن اور سلامتی (کی رات) ہے، یہ فجر کے طلوع ہونے تک رہتی ہے۔

﴿اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ﴾ بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا۔

اِنَّا، بے شک ہم نے، ”نا“ ضمیر جمع متکلم، رب العزت کی طرف جاتی ہے، جمع کا صیغہ اللہ تعالیٰ کے لیے بطور عزت کے آیا ہے، اَنۡزَلۡنٰہُ (اَنۡزَلۡنَا. ہُ) نازل کیا ہم نے۔ اس (قرآن) کو ”ہٗ“ کی ضمیر قرآن کی طرف جاتی ہے، (اَنۡزَلَ، یُنۡزِلُ، اِنۡزَالًا) اتارنا، اور التّنزِیۡل کے معنی تھوڑا تھوڑا اتارنا، قرآن حکیم جو اللہ کی جانب سے خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ وحی تھوڑا تھوڑا نازل کیا گیا۔ (القاموس الوحید)

جیسا کہ رب کریم کا ارشاد ہے: وَ قُرۡاٰنًا فَرَقۡنٰہُ لِتَقۡرَاَہٗ عَلَی النَّاسِ عَلٰی مُکۡثٍ وَّ نَزَّلۡنٰہُ

تَنۡزِيۡلًا (بنی اسرائیل:۱۰۶) ''اور اس قرآن کو ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا تاکہ تم ٹھہر ٹھہر کر اسے لوگوں کو سناؤ اور اسے ہم نے بتدریج اتارا۔''

فِيۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ شب قدر میں، فِيۡ حروف جارہ میں سے ہے جو اپنے بعد والے اسم کو زیر دیتے ہیں، لیل، رات، القدر، قدر و قیمت والی۔

سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

''اصل الفاظ ہیں ''اَنۡزَلۡنٰهُ'' ہم نے اس کو نازل کیا ہے، لیکن بغیر اس کے کہ پہلے قرآن کا کوئی ذکر ہو، اشارہ قرآن ہی کی طرف ہے اس لیے کہ ''نازل کرنا'' خود بخود اس پر دلالت کرتا ہے کہ مراد قرآن ہے اور قرآن مجید میں اس امر کی بکثرت مثالیں موجود ہیں کہ اگر سیاق کلام یا اندازِ بیان سے ضمیر کا مرجع خود ظاہر ہو رہا ہو تو ضمیر ایسی حالت میں بھی استعمال کر لی جاتی ہے جبکہ اس کے مرجع کا ذکر پہلے یا بعد میں نہ کیا گیا ہو، یہاں فرمایا گیا ہے کہ ہم نے قرآن کو شب قدر میں نازل کیا ہے اور سورۃ البقرہ میں ارشاد ہوا ہے: شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِيۡۤ اُنۡزِلَ فِيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ (البقرہ:۱۸۵) ''رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔''

اس سے معلوم ہوا کہ وہ رات جس میں پہلی مرتبہ اللہ تعالیٰ کا فرشتہ غار حرا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی لے کر آیا تھا، وہ ماہ رمضان کی ایک رات تھی، اس رات کو یہاں شب قدر کہا گیا ہے اور سورۃ دُخان میں اسی کو مبارک رات فرمایا گیا ہے۔ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِيۡ لَيۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ ''ہم نے اس کو برکت والی رات میں نازل کیا۔'' (تفہیم القرآن، ج:۶)

﴿وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ﴾ اور آپ کو کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟

وَ اور، عاطفہ، سلسلہ کلام کو جاری رکھنے کے لیے، مَاۤ کیا، استفہامیہ، اَدۡرٰىكَ آپ جانیں (اَدۡرٰى، يُدۡرِى) جاننا ''كَ'' ضمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتی ہے۔

الاستاذ محمد علی الصابونی لکھتے ہیں:

''اے محمد (ﷺ) آپ کیا جانیں کہ شب قدر کی عظمت کیا ہے؟'' (صفوۃ التفاسیر)

﴿لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ، خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ﴾ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ، شب قدر، خَيۡرٌ، بہتر ہے، مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ہزار مہینوں سے۔

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

''یہ اس رات کی برکت بیان ہوئی ہے کہ یہ ایک رات ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے، یہ بہتری ظاہر ہے کہ حصول مقصد کے اعتبار سے ہے۔ جس طرح اس مادی دنیا میں فصلوں، موسموں اور اوقات کا اعتبار ہے، اسی طرح روحانی عالم میں بھی ان کا اعتبار ہے، جس طرح خاص خاص چیزوں کے بونے کے لیے خاص خاص موسم اور مہینے ہیں، ان میں آپ بوتے ہیں تو وہ پروان چڑھتی اور ثمر آور ہوتی ہیں، اور اگر ان موسموں اور مہینوں کو آپ نظر انداز کر دیتے ہیں تو دوسرے مہینوں کی طویل سے طویل مدت بھی ان کا بدل نہیں ہوسکتی اسی طرح روحانی عالم میں بھی خاص خاص کاموں کے لیے خاص موسم اور خاص اوقات مقرر ہیں، اگر ان اوقات و ایام میں وہ کام کیے جاتے ہیں تو وہ مطلوبہ نتائج پیدا کرتے ہیں اور اگر وہ ایام و اوقات نظر انداز ہو جاتے ہیں تو دوسرے ایام واوقات کی زیادہ سے زیادہ مقدار بھی ان کی صحیح قائم مقامی نہیں کرسکتی، اِس کو مثال سے یوں سمجھیے کہ جمعہ کے لیے ایک خاص دن ہے، روزوں کے لیے ایک خاص مہینہ ہے، حج کے لیے ایک خاص مہینہ اور خاص ایام ہیں، وقوفِ عرفہ کے لیے معینہ دن ہے۔ ان تمام ایام واوقات کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بڑی بڑی عبادتیں مقرر کر رکھی ہیں جن کے اجر وثواب کی کوئی حدو نہایت نہیں ہے، لیکن ان کی ساری برکتیں اپنی اصل صورت میں تبھی ظاہر ہوتی ہیں جب یہ ٹھیک ٹھیک ان ایام واوقات کی پابندی کے ساتھ عمل میں لائی جائیں، اگر ایسا نہ ہو تو وہ برکت حاصل نہیں ہو پاتی جو ان کے اندر مضمر ہوتی ہے۔

یہی حال لیلۃ القدر کا ہے، یہ بڑی رحمتوں اور برکتوں کی رات ہے۔ بندہ اگر اس کی جستجو میں کامیاب ہو جائے تو اس ایک ہی رات میں اللہ تعالیٰ کے قرب کی وہ اتنی منزلیں طے کرسکتا ہے جتنی ہزار راتوں میں نہیں کرسکتا۔ ہزار راتوں کی تعبیر بیانِ کثرت کے لیے بھی ہوسکتی ہے اور بیان نسبت کے لیے بھی لیکن مدعا کے اعتبار سے دونوں میں کوئی بڑا فرق نہیں ہے، مقصود یہی بتانا ہے کہ اس رات کے پردوں

میں روح ودل کی زندگی کے بڑے خزانے چھپے ہوئے ہیں، خوش قسمت ہیں وہ جو اس کی جستجو میں سرگرم رہ سکیں اور اس کو پانے میں کامیاب ہو جائیں۔

اس رات سے متعلق یہ بات تو مسلّم ہے کہ اس میں قرآن کے نزول کا آغاز ہوا، اور یہ بات بھی مسلّم ہے کہ یہ رمضان کی کوئی رات ہے دوسرے مقام پر یہ تصریح ہے کہ قرآن رمضان کے مہینے میں نازل ہوا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ، (البقرہ:۱۸۵) (رمضان کا مہینہ جس میں قرآن نازل کیا گیا) رہا یہ سوال کہ یہ رمضان کی کون سی تاریخ ہے تو روایات کے اختلاف کے سبب اس کا کوئی قطعی جواب دینا مشکل ہے، بس زیادہ سے زیادہ یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں اس کے ہونے کا گمان غالب ہے۔ (تدبر قرآن، ج:۸)

﴿تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ، سَلٰمٌ ۛ، هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾

فرشتے اور روح الامین، اس میں اپنے رب کے اِذن سے ہر حکم کو لے کر اترتے ہیں، سرتاسر امن اور سلامتی (کی رات) ہے یہ فجر کے طلوع ہونے تک ہے۔

تَنَزَّلُ اترتے ہیں فعل مضارع واحد مؤنث غائب، اصل میں تَتَنَزَّلُ تھا، ثقالت کی وجہ سے ایک 'تَ' حذف ہوگئی، الْمَلٰٓئِكَةُ فرشتے، اس کا مفرد اَلْمَلَکُ ہے، الْمَلٰٓئِكَةُ کے لیے تَنَزَّلُ مضارع واحد مؤنث کا صیغہ بحیثیت جماعت ملائکہ آیا ہے، وَالرُّوْحُ اور روح۔ اس سے مراد جبرئیل امین ہیں، فِیْهَا (فِیْ.هَا) اس رات میں، 'ها' واحد مؤنث کی ضمیر لَیْل (رات) کی طرف جاتی ہے، بِاِذْنِ (بِ. اِذْنِ) ساتھ۔ اجازت (کے) رَبِّهِمْ (رَبِّ.هِمْ) رب۔ اپنے کے، مِنْ سے، كُلِّ اَمْرٍ ہر حکم (کے ساتھ) سَلٰمٌ سلامتی ہے، هِیَ (اس رات میں) هِیَ، اسم اشارہ واحد مؤنث، رات کے لیے آیا ہے، حَتّٰی یہاں تک کہ، مَطْلَعِ الْفَجْرِ فجر طلوع ہو (طَلَعَ، یَطْلَعُ) طلوع ہونا، نکلنا، مَطْلَعٌ (اسم فعل) طلوع کا وقت۔

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

’’اس میں ملائکہ اور جبرئیل امین ان تمام معاملات میں جو زمین میں نافذ ہونے والے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی منظوری لے کر اترتے ہیں، یہی بات سورۃ دُخان میں ارشاد ہے: ’’فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ، اَمْرًا مِنْ عِنْدِنَا‘‘ یعنی اسی رات تمام حکیمانہ امور کی تقسیم ہوتی ہے، خاص ہمارے حکم سے، گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کے تحت جو امور طے کر رکھے ہوں وہ اس رات میں تقسیم ہوتے ہیں اور متعلق فرشتے اللہ تعالیٰ کے اذن سے ان کی تنفیذ کے لیے زمین پر اترتے ہیں، لفظ ’’الرُّوح‘‘ اس آیت میں قرینۂ دلیل ہے کہ جبرئیل امین کے لیے آیا ہے، چونکہ ملائکہ کے زمرے میں ان کا درجہ بہت اونچا ہے، اس لیے ان کا ذکر خاص طور پر ہوا: ’’سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ‘‘ یہ اس رات کے اس پہلو کی وضاحت ہے جس کا ذکر اوپر ’’خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ‘‘ کے الفاظ سے ہوا ہے، فرمایا کہ یہ رات کلیۃً امان ہی امان ہے اور اس کی یہ برکت طلوع فجر تک محیط ہے۔

سَلٰمٌ میرے نزدیک مبتدا محذوف کی خبر ہے، پورا جملہ ’’هِيَ سَلٰمٌ‘‘ ہے پوری توجہ خبر پر مرکوز کر دینے کے لیے مبتدا کو حذف کر دیا ہے، جس طرح ’’زَيْدٌ عَدْلٌ‘‘ میں لفظ عدل میں مبالغہ کا مفہوم پیدا ہو گیا ہے، اسی طرح سَلٰمٌ میں بھی مبالغہ کا مفہوم ہے۔

لفظ ’’سَلٰمٌ‘‘ میں یوں تو ہر قسم کی آفات سے محفوظ ہونے کی ضمانت ہے، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس مبارک رات میں شیاطین کی ہر قسم کی دوا دوش پر پابندی لگا دی جاتی ہے، جس طرح وحی کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام فرمایا کہ ملاءِ اعلیٰ کے حدود میں ان کی مداخلت کی تمام راہیں مسدود کر دی گئیں، اِس کی تفصیل قرآن میں موجود ہے، اسی طرح معلوم ہوتا ہے کہ لیلۃ القدر میں شیاطین آسمانی کرفیو کے تحت ہوتے ہیں اور ان پر یہ کرفیو طلوع فجر تک نافذ رہتا ہے جس کے سبب نہ وہ اس اہم رات کے اسرار معلوم کرنے کے لیے کوئی نقل و حرکت کر سکتے ہیں اور نہ ہی شب مبارک کی برکتوں میں کوئی خلل پیدا کر سکتے ہیں۔‘‘ (تدبر قرآن، ج:۸)

آیاتِ مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) اس سورۃ مبارکہ میں نسل انسانی کے لیے بالعموم اور امت مسلمہ کے لیے بالخصوص رب العالمین کی طرف سے کئی بشارتیں ہیں۔

۲) سب سے پہلے اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ ہم نے قرآن نازل کیا ہے یعنی یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی تصنیف نہیں ہے۔

۳) یہ قرآن حکیم نسل انسانی کے لیے ہدایت اور رہنمائی ہے اور اس کی پاکیزہ تعلیمات پر عمل کرنے میں دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے۔

۴) جس رات میں یہ قرآن نازل ہوا، اس رات کو ہمیشہ کے لیے ''شب قدر'' بنا دیا گیا ہے، اور اس میں عبادت وریاضت کو ہزاروں مہینوں کی بندگی سے افضل قرار دیا گیا ہے اور تمام ساعتوں کو سکون اور سلامتی کے لمحات بنا دیا گیا ہے۔

۵) 'رمضان المبارک' جس مہینہ میں قرآن نازل ہوا اسے مومنوں کے لیے تزکیہ اور تربیت کا مہینہ بنا دیا گیا ''لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ.''

۶) اے نسلِ انسانی! تم ظلم وستم کی راہ چھوڑ دو، قرآن تمھیں امن اور سلامتی کی طرف بلاتا ہے، اے مسلمانو! تمہاری زندگیاں بھی قرآنی تعلیمات سے خالی ہو چکی ہیں، تم بھی بھٹک رہے ہو، ہدایت اور امن وسلامتی چاہتے ہو تو قرآن سے رجوع کرنا ضروری ہے۔

..................o..................